معاشرہ، جرائم اور نوجوان نسل قسط ۲

از قلم ـــــ یاسمین سعید فیصل آباد

ان حالات میں تعلیم و تربیت بھی رائیگاں ہو چکی ہے خود نظام تعلیم انارکی میں مبتلا ہے خوشحال گھرانوں کے نوجوانوں کو بہترین مواقع حاصل ہیں جبکہ غریب بچے پھڈی کہلاتے ہیں یا مجرمانہ حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں ناقص تعلیم سے مطلوبہ تعلیمی مقاصد مرتب نہیں کئے جاسکتے زندگی ایک مادی پہلو اختیار کر چکی ہے نیز تعلیمی سرگرمیوں کی بھرمار ہے گویا تعلیمی مشاغل (کسی حد تک) مدرسہ یا کالج کی چار دیوار تک محدود رہتے ہیں باہر نکل کر علمی سرگرمیوں سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے اس کے علاوہ نصاب تعلیم بھی اخلاقی ضرورتوں یا علمی ذوق وشوق سے مطابقت نہیں رکھتا۔ سب کو ایک ہی تعلیمی لاٹھی سے ہانکنے کا کوئی فائدہ نہیں ناحق مجرمانہ رجحانات کی پرورش ہوتی ہے تعلیمی ماحول کے اندر رہ کر بہت کم طلباء حقیقت اور سچائی کی تلاش کرتے ہیں مضامین سے ذاتی شوق بہت کم ہوتا ہے زیادہ تر وقت صرف کتابوں کو رٹنے یا امتحانات پاس کرنے پر صرف ہوتا ہے۔ تعلیم یافتہ نوجوان مزید نفسیاتی و تعلیمی الجھنوں کے مریض بن جاتے ہیں۔ تلاش حقیقت کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ مشہور فلاسفر جارج سنتیانا کو مجبوراً کہنا پڑا۔

> "ہم ساری زندگی صرف معلومات حاصل کرنے میں ضائع کر دیتے ہیں۔ بہت کم لوگ ایسے ملتے ہیں جو اصولوں کی خاطر یا محض اصولوں کیلئے علم کی ماہیت دریافت کرنے اور اس پر حاوی ہونے کیلئے کوشاں ہوتے ہیں۔"

مجرمانہ رجحانات کی بیخ کنی اولاً تعلیم سے شروع کی جائے۔ اب یہ ماہرین تعلیم کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ طلباء کی انفرادی خداداد صلاحیتوں کو پوری طرح ابھرنے اور نشوونما پانے کے مواقع بہم پہنچائیں۔ ملکی ضرورتوں کو پیش نظر رکھیں، قومی روایات کو اجاگر کریں، اخلاقی

ماحول پیدا کریں، تعلیمی سرگرمیوں کو تیز تر کردیں، تعلیمی منصوبہ بندی کے علاوہ تعلیم سے فارغ شدہ طلباء کو ان کے ذاتی اور ذہنی رجحانات کے مطابق مناسب روزگار بہم پہنچانے میں مدد کریں یا غیر موافق سماجی ماحول کو تعلیمی منصوبہ بندی سے ہم آہنگ کریں غلط قسم کی تعلیم کا قلع قمع کریں۔ نااہل اور عیاش اساتذہ کو ہٹا کر اہل اور فرض شناس اساتذہ مہیا کریں۔ طلباء سے بددلی دور کریں۔ پارٹی بازی اور غنڈہ گردی کا خاتمہ کریں۔ نجی طلباء پر بھی مناسب توجہ دیں اور ہونہار طلباء کا بھی خاص خیال رکھیں۔ اپنے غیر ہمدردانہ، غیر انسانی اور ظالمانہ طرز عمل کو تبدیل کریں۔ عام طور پر جاہل اور نااہل اساتذہ کی بھرمار نے اخلاقی توازن کو بگاڑنے میں زیادہ اہم کردار ادا کیا ہے۔ غلط تعلیم، غلط تربیت، مار کٹائی، گالی گلوچ، تند مزاجی، خشک طبیعت، خشک مضامین، خشک پڑھائی، غیر دلچسپ سرگرمیاں، بد مزاق آوارگی اور غیر ہمدردانہ روش کے بداثرات نوجوانوں کو بری طرح متاثر کرتے ہیں اور انہیں سماج کا باغی بنا دیتے ہیں۔ بدکردار، بد اطوار مغرور، باتونی، جھگڑالو، شہرت پسند اور نااہل اساتذہ نوجوانوں کے قاتل کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔

اساتذہ کا زیادہ تر وقت تعطیلات کی نذر ہو جاتا ہے وہ بچوں کی تعلیم یا اخلاقی تربیت پر زیادہ محنت نہیں کرتے۔ محض کورس پورا کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ نصاب تعلیم میں اس قدر گنجائش نہیں رکھی جاتی۔ محض معلوماتی یا رسمی مذہبی تعلیم پر ہی اکتفا کر لیا جاتا ہے۔ بیچارے نوجوان غلط تعلیم اور نااہل و آرام پسند اساتذہ کے باعث مجرمانہ سرگرمیوں کی طرف چل پڑتے ہیں۔ ہڑتالوں میں حصہ لیتے ہیں، دنگا فساد سے اپنی نفسیاتی الجھنوں کا علاج کرتے ہیں۔ اساتذہ کی زیادہ تعداد خود نفسیاتی طور پر مختلف امراض کا شکار ہوتی ہے۔ وہ اخلاقی طور پر بلند حیثیت نہیں رکھتے۔ تعلیمی لحاظ سے پست ہوتے ہیں۔ وہ نوجوانوں کے لئے مثالی کردار کا نمونہ نہیں ہوتے۔ نہ ہی اعلیٰ اخلاقی کردار کے حامل ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس معصوم نوجوان اساتذہ کی اخلاقی کمزوریوں اور تعلیمی جہالت کے باعث خطرناک طور پر متاثر ہوتے ہیں۔ فیل شدہ اور نجی طلبہ کی حالت تو قابل رحم بنا دی گئی ہے۔ حالانکہ ان پر خصوصی توجہ دینی چاہیے حالانکہ انہیں مفید شہری بنانے کی ضرورت رہتی ہے۔ اس مقصد کیلئے نااہل

اساتذہ ہٹا کر قابل، محنتی اور مصلح قسم کے اشخاص کو تعلیمی اداروں میں ملازم رکھ لیا جائے۔ اسی صورت میں مفید مطلب نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔

قابل اساتذہ کے ذمہ نہ صرف طلباء کی تعلیمی، نفسیاتی اور اخلاقی تربیت اور رہنمائی کے فرائض ہوں بلکہ وہ طلباء کی صحت، تفریح اور تعلیمی مشاغل کے بھی نگران ہوں۔ نیز یونیورسٹیوں کو بھی اس سلسلہ میں رہنمائی کرنی ہوگی اور عدالتوں اور پولیس سے بھی امداد حاصل کی جائے۔ سماجی عدم مساوات کو دور کیا جائے۔ گھریلو اور سماجی ماحول درست کیا جائے۔

محکمہ تعلیم کو اس سلسلہ میں اپنے کاروبار کو وسیع کرنا پڑے گا مختلف شہری کارپوریشنوں، ہسپتالوں اور تھانوں کی مدد سے مخصوص نفسیاتی و تعلیمی کلینک، قائم کرنے ہوں گے۔ جہاں تعلیمی سطح پر تعمیری کام کیا جائے۔ مجوزہ کلینکوں میں نفسیاتی علاج مہیا ہو۔ مجرمانہ رجحانات کی سائنٹفک تشخیص ہو اور غیر مجلسی خطرناک، کارروائیوں کو روکا جائے۔ اس مہم کو کامیاب بنانے کیلئے پریس کا تعاون بھی اشد ضروری ہے۔ پریس کے لئے لازم ہے کہ وہ نوجوانوں کے بارے میں سنسنی خیز فحش اطلاعات پھیلانے سے پرہیز کرے۔ نیز پولیس کو آمادہ کیا جائے کہ وہ نوجوانوں کو مفید شہری بنانے کیلئے مجرمانہ حرکات کی روک تھام کرنے میں پوری نیک نیتی اور محنت سے کام کریں۔ اس مقصد کیلئے یونیورسٹیوں کو تاکید کی جائے کہ وہ پولیس کی اسپیشل ٹریننگ کیلئے خصوصی کلاسز کا اجراء کریں۔ نوجوانوں کے اعلیٰ عملی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے عمدہ نصاب مقرر کیا جائے۔ اساتذہ و والدین کی رہنمائی کیلئے موثر اقدامات کئے جائیں۔ تعلیمی سرگرمیوں کے پہلو بہ پہلو سماجی انتظامات درست کئے جائیں۔ گویا یونیورسٹیوں کو اب ملکی اخلاق و کردار کی رہنمائی کے فرائض سرانجام دینے ہوں گے۔